گیارھویں جماعت اردو (لازمی) - حصہ دوم: بقیہ نظمیں اور مکمل غزلیات

(فیڈرل بورڈ / نیشنل بک فاؤنڈیشن)

حصہ الف: بقیہ نظمیں (Remaining Nazams)

6. آزادی (احسان دانش)

شاعر: احسان دانش **صفحہ نمبر:** 101

شعر نمبر 1

عبارت ہے سراپا جذبۂ تعمیر آزادی،
شہادت مستقل اک سرخیِ تحریر آزادی،
الفاظ معنی:
عبارت: تحریر، مضمون
سراپا: سر سے پاؤں تک، مکمل طور پر
جذبۂ تعمیر: بنانے اور سنوارنے کا جوش
شہادت: گواہی (یا جان کی قربانی)
سرخیِ تحریر: تحریر کا عنوان (Headline)
تشریح: احسان دانش کہتے ہیں کہ آزادی کا اصل مطلب صرف غلامی سے نجات نہیں ہے، بلکہ یہ مکمل طور پر "تعمیر" اور ترقی کے جذبے کا نام ہے۔ آزادی ایک ایسی تحریر ہے جس کی سرخی (Main Title) "شہادت" اور قربانی سے لکھی جاتی ہے۔ یعنی آزادی حاصل کرنے اور اسے قائم رکھنے کے لیے مسلسل قربانیوں اور محنت کی ضرورت ہوتی ہے۔

شعر نمبر 2

جہاں آزاد کر سکتے نہ ہوں تقریر آزادی،
وہ آزادی نہیں، ہے میری نظروں میں ہے تحقیرِ آزادی،
الفاظ معنی:
تقریر آزادی: آزادی کی بات کرنا (اظہار رائے کی آزادی)
تحقیر: بے عزتی، ذلت
تشریح: شاعر کہتا ہے کہ جس معاشرے یا ملک میں انسان کو اپنی بات کہنے کی آزادی نہ ہو، جہاں زبانوں پر تالے ہوں، اسے آزادی نہیں کہا جا سکتا۔ میری نظر میں ایسی آزادی درحقیقت آزادی کی توہین اور بے عزتی ہے۔ حقیقی آزادی وہ ہے جہاں ہر شخص کو اپنی رائے کے اظہار کا پورا حق ہو۔

شعر نمبر 3

مجھے ہر نامناسب بات پر تنقید کا حق ہے،
مری تقریر سے تعبیر ہے تعمیرِ آزادی،
الفاظ معنی:
تنقید: پرکھنا، غلطی کی نشاندہی کرنا
تعبیر: مطلب، نتیجہ

تشریح: ایک آزاد شہری ہونے کے ناطے شاعر کہتا ہے کہ مجھے معاشرے یا حکومت کی ہر غلط بات پر تنقید کرنے کا حق حاصل ہونا چاہیے۔ کیونکہ میری تنقید کا مقصد بگاڑ پیدا کرنا نہیں بلکہ اصلاح کرنا ہے۔ میری باتوں اور تنقید کا اصل مقصد آزادی کی عمارت کو مضبوط کرنا (تعمیرِ آزادی) ہے۔

شعر نمبر 4

مجاہد کو وہ دریائے حدوں میں روک نہیں سکتے،
ہماری جنگ ہو گی جنگِ عالمگیر آزادی،
الفاظ معنی:
دریائے حدوں: سرحدوں کے دریا (رکاوٹیں)
عالمگیر: پوری دنیا میں پھیلی ہوئی
تشریح: آزادی کے مجاہد کے جذبے کو کوئی سرحد، کوئی دریا یا کوئی رکاوٹ روک نہیں سکتی۔ شاعر اعلان کرتا ہے کہ ہماری آزادی کی جنگ صرف ایک خطے تک محدود نہیں رہے گی بلکہ یہ پوری دنیا میں پھیل جائے گی۔ ہم تمام انسانوں کی آزادی کے لیے لڑیں گے اور اسے عالمگیر تحریک بنا دیں گے۔

شعر نمبر 5

غلامی کے وسوسے آنے لگے پھر اپنے کانے،
فضاؤں میں جو گونجا نالۂِ شب گیر آزادی،
الفاظ معنی:
وسوسے: برے خیالات، ڈر
کاننا: (لفظی مطلب: جھانکنا، یہاں مراد واپس آنا یا سر اٹھانا)
نالۂِ شب گیر: رات کو کی جانے والی فریاد (درد بھری آواز)
تشریح: شاعر خبردار کر رہا ہے کہ جب بھی آزادی کمزور پڑتی ہے یا فضا میں کوئی درد بھری فریاد گونجتی ہے، تو غلامی کے پرانے خدشات اور وسوسے دوبارہ سر اٹھانے لگتے ہیں۔ اگر ہم نے آزادی کی حفاظت نہ کی تو غلامی کا دور واپس آ سکتا ہے۔ (یہ شعر قوم کو غفلت سے جگانے کے لیے ہے)۔

شعر نمبر 6

جو کہنا تھا اسے سب کہہ گیا قرآن کے پردے میں،
زمانہ حشر تک کرتا رہے تفسیرِ آزادی،
الفاظ معنی:
پردے میں: انداز میں، ذریعے سے
تفسیر: وضاحت، تشریح
تشریح: شاعر کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں آزادی کا مکمل تصور بیان کر دیا ہے۔ قرآن نے انسان کو ذہنی اور جسمانی غلامی سے نجات دلائی ہے۔ قرآن کا پیغام اتنا جامع ہے کہ رہتی دنیا (قیامت) تک زمانہ اس کی تشریح کرتا رہے گا لیکن اس کے معانی ختم نہیں ہوں گے۔ حقیقی آزادی کا منشور قرآن ہے۔

شعر نمبر 7

لہو برسا سکے، آنسو نہ لے ریزہ، نہ نکلے ریزہ،
ابھی تک نامکمل ہے مگر تعمیرِ آزادی،
الفاظ معنی:
ریزہ: ٹکڑا (یہاں مراد: ذرہ بھر بھی)
لہو: خون
تشریح: شاعر افسوس کا اظہار کرتا ہے کہ ہم نے آزادی کے لیے خون تو بہت بہایا (قربانیاں دیں)، لیکن ہم دوسروں کے دکھ میں آنسو نہیں بہا سکے (یعنی ہم میں دردِ دل اور ہمدردی پیدا نہیں ہوئی)۔ جب تک قوم میں باہمی محبت اور احساس پیدا نہیں ہوتا، تب

تک آزادی کی تعمیر نامکمل اور ادھوری ہے۔

شعر نمبر 8

،تعجب ہے غلامی کے شبستانوں کی زینت ہے
،پگھلتی ہے جو ہمارے خون سے تصویرِ آزادی
:الفاظ معنی
(شبستانوں: خواب گاہوں (مراد: عیش و عشرت کی جگہیں
زینت: سجاوٹ
تشریح: یہ ایک طنزیہ شعر ہے۔ شاعر کہتا ہے کہ کتنی حیرت کی بات ہے کہ وہ آزادی جو ہمارے شہداء کے خون سے حاصل ہوئی تھی، آج وہ صرف چند امیروں اور حکمرانوں کے محلوں (شبستانوں) کی سجاوٹ بن کر رہ گئی ہے۔ غریب آج بھی ویسا ہی ہے، جبکہ آزادی کا پھل صرف اشرافیہ کھا رہی ہے۔

شعر نمبر 9

،غلام ابنِ غلام اپنی وراثت کیوں سمجھتے ہیں
،ہوئی ہے جب ہمارے نام پر تعزیرِ آزادی
:الفاظ معنی
ابنِ غلام: غلام کا بیٹا
وراثت: باپ دادا سے ملنے والا مال
تعزیر: سزا، پابندی
تشریح: شاعر ان لوگوں سے مخاطب ہے جو خود ذہنی غلام ہیں اور وہ آزادی کو اپنی جاگیر سمجھتے ہیں۔ وہ پوچھتا ہے کہ تم لوگ آزادی پر اپنا حق کیوں جتاتے ہو؟ حالانکہ آزادی کے جرم میں سزائیں (تعزیر) ہم نے بھگتی ہیں، قربانیاں ہم نے دی ہیں۔ آزادی ان کی میراث نہیں بلکہ یہ جدوجہد کرنے والوں کا انعام ہے۔

شعر نمبر 10

،رہے گا دیکھنا فطرت، کھیل کر اقتضائے عالم میں
،نہیں ہے یہ خطا، تقدیرِ آزادی
:الفاظ معنی
اقتضائے عالم: دنیا کے تقاضے
خطا: غلطی
تشریح: شاعر پرامید ہے کہ قدرت اپنا کھیل دکھائے گی اور دنیا کے حالات بدلیں گے۔ یہ جو موجودہ حالات ہیں، یہ کوئی غلطی نہیں بلکہ آزادی کی تقدیر کا حصہ ہیں۔ بالاخر سچائی اور حق کی فتح ہوگی اور حقیقی آزادی نصیب ہوگی۔

شعر نمبر 11

،تڑپ کر بزم میں دانشؔ چلے آئے گا پروانہ
،اندھیروں سے مگر پھوٹی نہیں تنویرِ آزادی
:الفاظ معنی
بزم: محفل
(پروانہ: شمع پر جلنے والا کیڑا (عاشق
تنویر: روشنی
تشریح: مقطع میں شاعر (دانش) کہتا ہے کہ آزادی کے شیدائی (پروانے) تو اپنی جان دینے کے لیے تڑپ کر محفل میں آ جائیں گے، لیکن افسوس اس بات کا ہے کہ ان قربانیوں کے باوجود ابھی تک اندھیروں سے آزادی کی سچی روشنی نہیں پھوٹی۔ یعنی ابھی تک ہمیں وہ مثالی نظام اور سکون نہیں ملا جس کے لیے آزادی حاصل کی گئی تھی۔

7. کلام رحمان بابا (ترجمہ)

شاعر: رحمان بابا (پشتو کے عظیم صوفی شاعر) **ترجمہ:** پروفیسر قیصر ندیم

نظم 1: دیکھ جس پر ہے آسرا میرا

دیکھ جس پر ہے آسرا میرا،
ہے وہ قادر، الکل، خدا میرا،
حامی، جتنے ہیں بزرگی کے،
سب کا رہبر ہے رہنما میرا،
زیرِ احسان ہے نہ حاجت مند،
بے نیازی کا منتہا میرا،
جس نے پیدا کیا عدم سے وجود،
ہے وہ خلاق دوسرا میرا،
ہے وہی صانعِ صنعتِ کل،
ہے وہی ساتھ، ہے جدا میرا،
ساری اقلیم شش جہات کے بیچ،
حکم رآں، کاتبِ قضا میرا،
الفاظ معنی:
قادر الکل: ہر چیز پر قدرت رکھنے والا
عدم سے وجود: نہ ہونے سے ہونا (پیدا کرنا)
خلاق: پیدا کرنے والا
صانعِ صنعتِ کل: پوری کائنات کی کاریگری کرنے والا
اقلیمِ شش جہات: چھ سمتوں والی دنیا (مشرق، مغرب، شمال، جنوب، اوپر، نیچے)
کاتبِ قضا: تقدیر لکھنے والا
تشریح: اس نظم میں رحمان بابا اللہ پر اپنے مکمل بھروسے (توکل) کا اظہار کر رہے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ میرا سہارا صرف اس اللہ پر ہے جو ہر چیز پر قادر ہے۔ دنیا میں جتنے بھی بزرگ یا رہنما ہیں، ان سب کا رہنما بھی میرا اللہ ہی ہے۔ میرا اللہ نہ کسی کا احسان لیتا ہے اور نہ وہ کسی کا محتاج ہے، وہ بے نیاز ہے۔ اسی نے مجھے کچھ نہیں (عدم) سے پیدا کیا۔ وہی پوری کائنات کا بنانے والا (صانع) ہے۔ وہ میرے ساتھ بھی ہے (شہ رگ سے قریب) اور اپنی شان میں سب سے الگ (جدا) بھی ہے۔ پوری کائنات کی چھ سمتوں میں صرف اسی کا حکم چلتا ہے اور وہی میری تقدیر لکھنے والا ہے۔

نظم 2: اس کو پھر غیر کی نہیں حاجت

اس کو پھر غیر کی نہیں حاجت،
ساتھ ہے جس کے آشنا میرا،
کیوں اسے در بدر تلاش کروں،
دل میں رہتا ہے دلربا میرا،
بے نیاز ہے، بے تبدل ہے،
اک وہی صاحبِ بقا میرا،
الفاظ معنی:
حاجت: ضرورت
آشنا: جاننے والا (دوست، مراد اللہ)
دلربا: دل لینے والا (محبوب)
بے تبدل: جس میں کوئی تبدیلی نہ آئے
صاحبِ بقا: ہمیشہ رہنے والا
تشریح: رحمان بابا فرماتے ہیں کہ جس شخص کے ساتھ میرا دوست (اللہ) ہو، اسے پھر کسی غیر کی مدد کی ضرورت نہیں رہتی۔ میں اسے دنیا میں ادھر ادھر کیوں تلاش کروں؟ وہ تو میرے دل کے اندر رہتا ہے۔ دنیا کی ہر چیز بدلتی اور ختم ہوتی ہے،

لیکن میرا رب وہ ہے جو کبھی نہیں بدلتا اور جسے کبھی فنا نہیں (وہ ہمیشہ رہنے والا ہے)۔

حصہ ب: غزلیات (Hissa Ghazal)

1. میر تقی میر (پتا پتا، بوٹا بوٹا حال ہمارا جانے ہے)

شاعر: میر تقی میر (خدائے سخن)

شعر نمبر 1 (مطلع)

پتا پتا، بوٹا بوٹا حال ہمارا جانے ہے،
جانے نہ جانے گل ہی نہ جانے، باغ تو سارا جانے ہے،
الفاظ معنی:
پتا پتا، بوٹا بوٹا: باغ کا ہر حصہ (مراد: ہر کوئی)
گل: پھول (مراد: محبوب)
باغ: دنیا
تشریح: میر تقی میر کہتے ہیں کہ میرے عشق اور میری بربادی کا چرچا ہر جگہ ہے۔ باغ کا ہر پتا اور ہر پودا میرے حال سے واقف ہے (یعنی دنیا کا بچہ بچہ میرے دکھ کو جانتا ہے)۔ افسوس صرف اس بات کا ہے کہ جس "پھول" (محبوب) کے لیے میں برباد ہوا، بس وہی میرے حال سے انجان بنا ہوا ہے۔ محبوب کی یہ بے رخی عاشق کے لیے بہت تکلیف دہ ہے۔

شعر نمبر 2

آگے اس متکبر کے ہم، خدا خدا کیا کرتے ہیں،
کب موجود خدا کو وہ مغرور خود آرا جانے ہے،
الفاظ معنی:
متکبر: غرور کرنے والا
خدا خدا کرنا: منتیں کرنا، فریاد کرنا
خود آرا: خود کو سنوارنے والا (خود پسند)
تشریح: شاعر کہتا ہے کہ ہم اپنے مغرور محبوب کے سامنے خدا کا واسطہ دیتے ہیں اور فریاد کرتے ہیں، لیکن اس پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔ وہ شخص جو اپنی ہی خوبصورتی اور ذات میں گم (خود آرا) ہو، اسے خدا کی موجودگی کا بھی احساس نہیں ہوتا۔ اس کا غرور اسے سچائی دیکھنے نہیں دیتا۔

شعر نمبر 3

عاشق سا تو سادہ کوئی اور نہ ہوگا دنیا میں،
جی کے زیاں کو عشق میں اس کے، اپنا وارا جانے ہے،
الفاظ معنی:
سادہ: بھولا بھالا، بیوقوف
جی کا زیاں: جان کا نقصان
وارا: فائدہ، بچت
تشریح: عاشق بہت بھولا اور سادہ لوح ہوتا ہے۔ وہ عشق میں اپنی جان بھی گنوا دیتا ہے اور اسے اپنا نقصان نہیں سمجھتا، بلکہ اسے اپنا فائدہ (وارا) سمجھتا ہے۔ محبوب پر جان قربان کر دینا عاشق کے نزدیک گھاٹے کا سودا نہیں بلکہ سب سے بڑی کامیابی ہے۔

شعر نمبر 4

چارہ گری بیماریِ دل کی رسمِ شہرِ حسن نہیں،
ورنہ دلبر ناداں بھی اس درد کا چارہ جانے ہے،
الفاظ معنی:
چارہ گری: علاج کرنا
رسم: رواج
دلبرِ ناداں: انجان محبوب
چارہ: علاج
تشریح: شاعر طنز کرتے ہوئے کہتا ہے کہ میرے محبوب کے شہر (حسن کی دنیا) میں بیمارِ عشق کا علاج کرنے کا رواج ہی نہیں ہے۔ ایسا نہیں ہے کہ میرا محبوب علاج نہیں جانتا، وہ "نادان" بنتا ہے لیکن درحقیقت وہ سب جانتا ہے کہ اس کی ایک نظرِ کرم سے میں ٹھیک ہو سکتا ہوں۔ وہ جان بوجھ کر علاج نہیں کرتا کیونکہ وہاں ظلم کا رواج ہے۔

شعر نمبر 5 (مقطع)

مہر و وفا و لطف و عنایت، ایک سے واقف ان میں نہیں،
اور تو سب کچھ طنز و کنایہ، رمز و اشارہ جانے ہے،
الفاظ معنی:
مہر: محبت
لطف و عنایت: مہربانی
طنز و کنایہ: چبھتی ہوئی باتیں
رمز: اشارہ، بھید
تشریح: آخری شعر میں میر اپنے محبوب کی شکایت کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ میرا محبوب محبت، وفا اور مہربانی جیسی اچھی باتوں سے تو بالکل واقف نہیں ہے۔ ہاں، اگر اسے کچھ آتا ہے تو وہ طعنے دینا، طنز کرنا، اور اشاروں کنایوں میں دل جلانا ہے۔ وہ پیار کی زبان نہیں سمجھتا لیکن ستانے کے سارے ہنر جانتا ہے۔

2. فراق گورکھپوری (سر میں سودا بھی نہیں، دل میں تمنا بھی نہیں)

شاعر: فراق گورکھپوری

شعر نمبر 1 (مطلع)

سر میں سودا بھی نہیں، دل میں تمنا بھی نہیں،
لیکن اس ترکِ محبت کا بھروسا بھی نہیں،
الفاظ معنی:
سودا: جنون، دیوانگی
تمنا: خواہش
ترکِ محبت: محبت چھوڑ دینا
تشریح: شاعر ایک عجیب کشمکش میں ہے۔ وہ کہتا ہے کہ بظاہر اب میرے سر میں عشق کا جنون نہیں رہا اور دل میں محبوب کو پانے کی خواہش بھی ختم ہو گئی ہے۔ میں نے محبت چھوڑ دی ہے۔ لیکن، مجھے اپنے اس فیصلے (ترکِ محبت) پر بھروسا نہیں ہے۔ ہو سکتا ہے کہ محبوب کو دیکھتے ہی میرا جنون پھر سے جاگ اٹھے۔ محبت پوری طرح ختم نہیں ہوئی۔

شعر نمبر 2

ایک مدت سے تری یاد بھی آئی نہ ہمیں،
اور ہم بھول گئے ہوں تجھے، ایسا بھی نہیں،
الفاظ معنی:
مدت: لمبا عرصہ
تشریح: یہ فراق کا شاہکار شعر ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ایک لمبا عرصہ گزر گیا کہ مجھے شعوری طور پر محبوب کی یاد نہیں آئی

(یعنی میں رویا نہیں، تڑپا نہیں)۔ لیکن اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ میں اسے بھول گیا ہوں۔ وہ میرے لاشعور میں، میری رگوں میں موجود ہے، بس شدت میں کمی آ گئی ہے۔ یاد نہ آنے کا مطلب بھول جانا نہیں ہے۔

شعر نمبر 3

آج غفلت بھی ان آنکھوں میں ہے پہلے سے سوا،
آج ہی خاطرِ بیمار شکیبا بھی نہیں،
الفاظ معنی:
غفلت: لاپرواہی، بے توجہی
سوا: زیادہ
خاطرِ بیمار: بیمار کا دل (شاعر کا دل)
شکیبا: صبر والا، سکون والا
تشریح: آج محبوب کی آنکھوں میں بے رخی اور لاپرواہی پہلے سے کہیں زیادہ ہے۔ اور ستم ظریفی یہ ہے کہ آج ہی میرا دل (جو عشق میں بیمار ہے) بھی بے چین اور بے صبر ہو رہا ہے۔ جب دل کو دلاسے کی ضرورت تھی، تب ہی محبوب نے سب سے زیادہ بے رخی دکھائی۔

شعر نمبر 4

بات یہ ہے کہ سکونِ دلِ وحشی کا مقام،
کنجِ زنداں بھی نہیں، وسعتِ صحرا بھی نہیں،
الفاظ معنی:
دلِ وحشی: دیوانہ دل
کنجِ زنداں: قید خانے کا کونا
وسعتِ صحرا: ریگستان کا پھیلاؤ
تشریح: شاعر کہتا ہے کہ میرے دیوانے دل کو کہیں بھی سکون نہیں ملتا۔ نہ تو قید خانے کی تنہائی اسے سکون دیتی ہے اور نہ ہی صحرا کی کھلی فضائیں۔ میرا دل ہر جگہ بے چین رہتا ہے۔ دراصل سکون جگہ میں نہیں، محبوب کے قرب میں ہے۔

شعر نمبر 5 (مقطع)

یوں تو ہنگامے اٹھاتے نہیں دیوانۂِ عشق،
مگر اے دوست! نگہبانوں کا ڈر بھی نہیں،
الفاظ معنی:
ہنگامے اٹھانا: شور مچانا، فساد کرنا
نگہبان: چوکیدار، پہرے دار (رقیب یا سماج)
تشریح: شاعر محبوب کو خبردار کر رہا ہے کہ ویسے تو ہم عشق کے دیوانے خاموش رہتے ہیں اور شور شرابہ نہیں کرتے۔ لیکن اے دوست! یہ مت سمجھنا کہ ہم ڈر گئے ہیں۔ ہمیں پہرے داروں (سماج کی رکاوٹوں) کا کوئی خوف نہیں ہے۔ اگر ہم چاہیں تو سب کچھ تہہ و بالا کر سکتے ہیں، یہ ہماری شرافت ہے کہ ہم خاموش ہیں۔

3. منیر نیازی (بے چین بہت پھرنا، گھبرائے ہوئے رہنا)

شاعر: منیر نیازی

شعر نمبر 1 (مطلع)

بے چین بہت پھرنا، گھبرائے ہوئے رہنا،
اک آگ سی جذبوں کی دہکائے ہوئے رہنا،
الفاظ معنی:

دہکائے ہوئے رہنا: جلائے رکھنا، روشن رکھنا
تشریح: شاعر اپنی نفسیاتی کیفیت بیان کرتا ہے کہ میں ہر وقت بے چین اور گھبرایا ہوا رہتا ہوں۔ میرے اندر جذبوں کی ایک آگ لگی ہوئی ہے جسے میں بجھنے نہیں دیتا بلکہ اسے مسلسل دہکائے رکھتا ہوں۔ یہ آگ کسی نامعلوم خوف یا شدید خواہش کی ہو سکتی ہے۔

شعر نمبر 2

چھلکائے ہوئے چلنا خوشبو لَبِ لعلیں کی،
اک باغ سا ساتھ اپنے مہکائے ہوئے رہنا،
الفاظ معنی:
لَبِ لعلیں: سرخ ہونٹ
چھلکائے ہوئے: بکھیرتے ہوئے
تشریح: اس شعر میں شاعر محبوب کی یادوں کا ذکر کرتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ میں جہاں بھی جاتا ہوں، محبوب کے سرخ ہونٹوں کی خوشبو اور یادیں میرے ساتھ ہوتی ہیں۔ میں اپنی یادوں اور خیالوں سے اپنے اردگرد کا ماحول ایک باغ کی طرح مہکائے رکھتا ہوں۔ میں تنہا نہیں ہوں، اس کی خوشبو میرے ساتھ ہے۔

شعر نمبر 3

اس حسن کا شیوہ ہے، جب عشق نظر آئے،
پردے میں چلے جانا، شرمائے ہوئے رہنا،
الفاظ معنی:
شیوہ: طریقہ، عادت
عشق نظر آئے: عاشق سامنے آئے
تشریح: شاعر حسن (محبوب) کی فطرت بیان کرتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ حسن کی یہ عادت ہے کہ جب بھی اسے عشق (عاشق) اپنی طرف آتا دکھائی دیتا ہے، وہ شرما کر پردے میں چھپ جاتا ہے۔ محبوب عاشق کے سامنے آنے سے گریز کرتا ہے، جس سے عاشق کی تڑپ اور بڑھ جاتی ہے۔

شعر نمبر 4

اک شام سی کر رکھنا، کاجل کے کرشمے سے،
اک چاند سا آنکھوں میں چمکائے ہوئے رہنا،
الفاظ معنی:
کاجل کا کرشمہ: آنکھوں میں کاجل لگانے کا جادو
چاند سا: امید یا آنسو کی چمک
تشریح: یہ شعر محبوب کی آنکھوں کی تعریف بھی ہو سکتا ہے اور شاعر کی اپنی کیفیت بھی۔ محبوب اپنی آنکھوں میں کاجل لگا کر ماحول کو شام جیسا سحر انگیز بنا دیتا ہے اور اس کی آنکھوں میں چاند جیسی چمک ہوتی ہے۔ (دوسرا پہلو: شاعر اپنی اداس آنکھوں میں یادوں کا کاجل اور آنسوؤں کا چاند چمکائے رکھتا ہے)۔

(شعر نمبر 5 (مقطع

عادت ہی بنا لی ہے تم نے تو منیرؔ اپنی،
جس شہر میں بھی رہنا، اکتائے ہوئے رہنا،
الفاظ معنی:
اکتائے ہوئے: بیزار، بور، اداس
تشریح: منیر نیازی اپنی ذات سے مخاطب ہو کر کہتے ہیں کہ اے منیر! تم نے تو اپنی یہ عادت ہی بنا لی ہے کہ تم جہاں بھی جاتے ہو، جس شہر میں بھی رہتے ہو، وہاں سے بیزار اور اکتائے ہوئے رہتے ہو۔ تمہیں کہیں سکون نہیں ملتا۔ یہ اداسی جگہ کی وجہ سے نہیں بلکہ تمہارے اندر کی اداسی ہے۔

4. احمد فراز (سلسلے توڑ گیا وہ سبھی جاتے جاتے)

شاعر: احمد فراز

شعر نمبر 1 (مطلع)

سلسلے توڑ گیا وہ سبھی جاتے جاتے،
ورنہ اتنے تو مراسم تھے کہ آتے جاتے،
الفاظ معنی:
سلسلے: تعلقات، رابطے
مراسم: رسم و راہ، تعلق، آنا جانا
تشریح: احمد فراز محبوب کے چھوڑ کر جانے کا ذکر کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ محبوب جاتے ہوئے تمام تعلقات اور رابطے ہمیشہ کے لیے ختم کر گیا۔ ورنہ ہمارے درمیان اتنی محبت اور تعلق (مراسم) تو تھا کہ اگر وہ جدائی اختیار بھی کرتا، تو کم از کم رسم و راہ باقی رہتی اور کبھی کبھار آنا جانا لگا رہتا۔ لیکن اس نے تو مکمل بائیکاٹ کر دیا۔

شعر نمبر 2

شکوہِ ظلمتِ شب سے تو کہیں بہتر تھا،
اپنے حصے کی کوئی شمع جلاتے جاتے،
الفاظ معنی:
شکوہِ ظلمتِ شب: رات کے اندھیرے کی شکایت کرنا
شمع: چراغ
تشریح: یہ ایک بہت مشہور اور اصلاحی شعر ہے۔ شاعر کہتا ہے کہ معاشرے کی برائیوں یا حالات کے اندھیروں پر صرف تنقید اور شکایت کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ اس سے بہتر یہ تھا کہ تم صرف باتیں کرنے کے بجائے عملی قدم اٹھاتے اور اپنے حصے کا چھوٹا سا دیا جلا دیتے۔ اگر ہر شخص اپنا حصہ ڈالے تو اندھیرا ختم ہو سکتا ہے۔

شعر نمبر 3

کتنا آساں تھا ترے ہجر میں مرنا جاناں،
پھر بھی اک عمر لگی جاں سے جاتے جاتے،
الفاظ معنی:
ہجر: جدائی
جاناں: اے محبوب
جاں سے جاتے جاتے: مرتے مرتے
تشریح: شاعر کہتا ہے کہ اے محبوب! تیری جدائی کے صدمے میں مر جانا بہت آسان لگ رہا تھا (کہ میں فوراً مر جاؤں گا)۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ موت اتنی آسانی سے نہیں آئی۔ میں ہر روز گھٹ گھٹ کر جی رہا ہوں۔ تیری یاد میں مرنے کے عمل میں پوری زندگی گزر گئی لیکن ابھی تک جان نہیں نکلی۔ یہ سسک سسک کر جینا، ایک بار مر جانے سے زیادہ مشکل ہے۔

شعر نمبر 4

جشنِ مقتل ہی نہ برپا ہوا ورنہ ہم بھی،
پابجولاں ہی سہی ناچتے گاتے جاتے،
الفاظ معنی:
جشنِ مقتل: قتل گاہ کا میلہ (مراد: قربانی کا موقع)
پابجولاں: پاؤں میں بیڑیاں پہنے ہوئے
تشریح: شاعر کہتا ہے کہ عشق میں جان دینے کا کوئی بڑا موقع (جشنِ مقتل) آیا ہی نہیں، ورنہ ہم بھی عاشقوں کی طرح پاؤں میں بیڑیاں پہن کر خوشی خوشی ناچتے گاتے اپنی جان قربان کرنے جاتے۔ ہمارے جذبہ قربانی میں کوئی کمی نہیں تھی، بس

ہمیں موقع نہیں ملا کہ ہم اپنی وفاداری ثابت کر سکتے۔

شعر نمبر 5

،اس کی وہ جانے، اسے پاسِ وفا تھا کہ نہ تھا
،تم فرازؔ اپنی طرف سے تو نبھاتے جاتے
:الفاظ معنی
پاسِ وفا: وفا کا لحاظ
نبھاتے جاتے: وفا پوری کرتے
تشریح: شاعر اپنے آپ (فراز) کو تسلی دیتے ہوئے کہتا ہے کہ محبوب نے بے وفائی کی تو یہ اس کا معاملہ ہے، وہ جانے کہ اسے وفا کا لحاظ تھا یا نہیں۔ لیکن اے فراز! تمہیں چاہیے تھا کہ تم اپنی طرف سے محبت اور وفا آخری دم تک نبھاتے۔ تمہیں ردعمل میں بے وفائی نہیں کرنی چاہیے تھی، کیونکہ عاشق کا کام صرف محبت کرنا ہے۔

(پروین شاکر (بادباں کھلنے سے پہلے کا اشارہ دیکھنا .5

شاعرہ: پروین شاکر

(شعر نمبر 1 (مطلع

،بادباں کھلنے سے پہلے کا اشارہ دیکھنا
،میں سمندر دیکھتی ہوں، تم کنارہ دیکھنا
:الفاظ معنی
(بادباں: کشتی کا پردہ (جو ہوا سے کشتی چلاتا ہے
اشارہ: علامت، نشانی
تشریح: پروین شاکر سفر کے آغاز اور انجام کی طرف اشارہ کرتی ہیں۔ وہ کہتی ہیں کہ جب کشتی کا بادبان کھلتا ہے تو یہ سفر شروع ہونے کی نشانی ہے۔ میں سمندر (مشکلات، گہرائی، سفر) کو دیکھ رہی ہوں جبکہ تم صرف کنارے (ساحل، منزل، آسانی) کو دیکھ رہے ہو۔ ہماری سوچ اور نظر میں فرق ہے۔ میں گہرائی دیکھتی ہوں، تم سطح دیکھتے ہو۔

شعر نمبر 2

،یوں بچھڑنا بھی بہت آساں نہ تھا اس سے مگر
،جاتے جاتے اس کا وہ مڑ کر دوبارہ دیکھنا
:الفاظ معنی
بچھڑنا: جدا ہونا
تشریح: شاعرہ کہتی ہیں کہ محبوب سے جدا ہونا میرے لیے ویسے بھی کوئی آسان کام نہیں تھا، دل بہت دکھی تھا۔ لیکن جدائی کے وقت جب وہ جا رہا تھا، تو اس نے رک کر مڑ کر مجھے دوبارہ دیکھا۔ اس "دوبارہ دیکھنے" نے میرے دکھ کو اور زیادہ بڑھا دیا اور جدائی کو مزید مشکل بنا دیا۔ اس نظر میں شاید پچھتاوا تھا یا الوداعی محبت، جس نے دل توڑ دیا۔

شعر نمبر 3

،کس شباہت کو لیے آیا ہے دروازے پہ چاند
،اے شبِ ہجراں! ذرا اپنا ستارہ دیکھنا
:الفاظ معنی
شباہت: مشابہت، شکل ملنا
شبِ ہجراں: جدائی کی رات
تشریح: جدائی کی رات میں چاند نکلا ہے تو شاعرہ کو اسے دیکھ کر اپنا محبوب یاد آ گیا ہے۔ وہ کہتی ہیں کہ اے ہجر کی رات! دیکھ تو سہی یہ چاند کس کی شکل (شباہت) لے کر آیا ہے؟ یہ بالکل میرے محبوب جیسا خوبصورت ہے۔ چاند کو دیکھ کر محبوب

کی یاد اور زیادہ تڑپا رہی ہے۔

شعر نمبر 4

،کیا قیامت ہے کہ جن کے نام پر کیا کیا نہ ہو
،ان ہی لوگوں کو مقابل میں صف آرا دیکھنا
:الفاظ معنی
قیامت: بہت بڑا ظلم، حیرانی کی بات
صف آرا: جنگ کے لیے سامنے کھڑے ہونا
تشریح: شاعرہ کہتی ہیں کہ یہ کتنی بڑی بدقسمتی اور ظلم کی بات ہے کہ جن لوگوں (محبوب) کی خاطر ہم نے سب کچھ لٹا دیا، زمانے سے لڑائی مول لی، آج وہی لوگ ہمارے دشمن بن کر ہمارے سامنے کھڑے ہیں۔ جن سے محبت کی، انہی سے مقابلہ کرنا پڑ رہا ہے۔ یہ صورتحال دل چیر دینے والی ہے۔

شعر نمبر 5

،جب بنامِ دل گواہی سر کی مانگی جائے گی
،خون میں ڈوبا ہوا پرچم ہمارا دیکھنا
:الفاظ معنی
(بنامِ دل: دل کے نام پر (عشق کے مقدمے میں
گواہیِ سر کی: جان کی قربانی
تشریح: شاعرہ کہتی ہیں کہ جب عشق اور محبت (دل) کے مقدمے میں وفاداری ثابت کرنے کے لیے سر کی قربانی مانگی جائے گی، تو سب سے پہلے ہمارا "خون میں ڈوبا ہوا جھنڈا" نظر آئے گا۔ یعنی ہم محبت میں جان دینے والوں میں سب سے آگے ہوں گے۔ ہماری قربانی سب سے نمایاں ہوگی۔

(شعر نمبر 6 (مقطع

،جیتنے میں بھی جہاں جی کا زیاں پہلے سے ہے
،ایسی بازی ہارنے میں کیا خسارہ دیکھنا
:الفاظ معنی
جی کا زیاں: جان یا دل کا نقصان
(بازی: کھیل (عشق کا کھیل
خسارہ: نقصان
تشریح: عشق ایک ایسا کھیل ہے جس میں اگر انسان جیت بھی جائے (محبوب مل بھی جائے) تو بھی اسے اپنا دل اور سکون ہارنا پڑتا ہے (جی کا زیاں ہوتا ہے)۔ جب جیتنے میں بھی نقصان ہی ہے، تو پھر ایسی بازی کو ہار جانے میں کیا افسوس کرنا؟ ہارنا اور جیتنا